آپ کی مانوں
اللہ کی نہ مانوں؟

آپ کی مانوں
اللہ کی نہ مانوں؟

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب	:	آپ کی مانوں، اللہ تعالیٰ کی نہ مانوں؟
مصنفہ	:	نگہت ہاشمی
طبع اوّل	:	اکتوبر 2006ء
تعداد	:	2100
ناشر	:	النور انٹرنیشنل
لاہور	:	E109/C، سٹریٹ 2، علی ویو گلشن پارک، بیدیاں روڈ، نزد فوجی فاؤنڈیشن، کینٹ۔ فون: 5743152 - 042
فیصل آباد	:	103 سعید کالونی نمبر 1، کینال روڈ۔ فون: 8721851 - 041
بہاولپور	:	7A، عزیز بھٹی روڈ، ماڈل ٹاؤن اے۔ فون: 2875199 - 062، 2885199، فیکس: 2888245 - 062
ملتان	:	888/G/1، بالمقابل پروفیسرز اکیڈمی، بوسن روڈ، گلگشت۔ فون: 6008449 - 061
ای میل	:	alnoorint@hotmail.com
ویب سائٹ	:	www.alnoorpk.com
بہاولپور	:	ملک میں النور کی پروڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں: مومن کمیونی کیشنز، 48-B، گرین مارکیٹ۔ بہاولپور، فون: 2888245 - 062
مطبع	:	عبد الرحمٰن پرنٹرز اینڈ پبلیشرز
قیمت	:	-/35 روپے

ابتدائیہ

روشنی اور اندھیرے کی کش مکش اس کائنات کی حقیقت ہے۔ایسے ہی حق اور باطل کا ٹکراؤ بھی انسانی زندگی کی حقیقت ہے ۔یہ ٹکراؤ ہر اس جگہ ہوتا ہے جہاں سچ کی پہچان ہونے لگتی ہے، جہاں رب کی طرف،اس کے راستے کی طرف جانے کے لیے انسان فیصلہ کرتے ہیں۔یہ فیصلہ ہونے کی دیر ہے،یوں لگتا ہے ہر طرف سے بوچھاڑ ہی ہونے لگی ہے۔سب دشمن ہوجاتے ہیں۔اس راستے سے روکنے کے لیے لگتا ہے سب نے ایکا کرلیا ہے اور چونکہ فہم کامل نہیں ہوتا لہٰذا اس راستے کا انتخاب کرنے والوں کے قدم ڈگمگانے لگتے ہیں۔

چوبیسویں پارے کے اس رکوع کی تفسیر میں محترمہ نگہت ہاشمی صاحبہ نے جس انداز میں وضاحت کی ہے،یوں لگتا ہے انسان حق و باطل کی کش مکش کے میدان میں ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل رہنمائی مل رہی ہے کہ مقابلہ کیسے کرنا ہے؟ صبر، شکر، دعوت، دلیل، تمام ہتھیاروں کا استعمال اسے سکھایا جارہا ہے اور اسے مسلسل یہ احساس دلایا جارہا ہے کہ وہ اس جنگ میں اکیلا نہیں ہے، رب تعالیٰ کی کریم و شفیق ذات اس کی مدد کرنے کو موجود ہے۔

سمجھانے کا انداز بہت ہی خوبصورت اور دل کو چھو لینے والا ہے۔آیات میں ربط کو بھی کمال اور عام فہم انداز میں واضح کیا گیا ہے۔سب سے بڑی بات یہ کہ نہ صرف رہنما اصول

سکھائے گئے ہیں بلکہ عملی رہنمائی بھی کی گئی ہے۔
باطل سے یہ کہنے کا حوصلہ دیا گیا ہے کہ
آپ کی مانوں
اللہ کی نہ مانوں؟

محترمہ نگہت ہاشمی کا قرآنِ مجید پڑھانے کا انداز محض یک طرفہ نہیں ہے بلکہ طالبات کو بھی اظہارِ خیال کا بھرپور موقع فراہم کیا جاتا ہے تاکہ قرآن ان کی زندگی کی کتاب بن جائے اور وہ اس کی روشنی میں زندگی کی راہوں پر قدم اٹھانے والے بن جائیں۔

مجھے اُمید ہے کہ یہ کتابچہ دین کی طرف آنے والے ہر فرد کی گھبراہٹوں کو اطمینان میں اور اس کے قدموں کی لرزاہٹ کو استحکام اور ثابت قدمی میں تبدیل کرے گا۔ ہر وہ فرد جو دین کی طرف راغب ہو رہا ہے، اُس تک اس کتابچے کو ضرور پہنچایئے تاکہ قدم ڈگمگانے سے پہلے سنبھل جائیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اپنی رائے اور مفید مشوروں سے ضرور آگاہ کریں۔

دعوہ سیکشن
النور انٹرنیشنل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ [64] وَلَقَدْ اُوْحِيَ
اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ج لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ
وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [65] بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ [66]
وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ م بِيَمِيْنِهٖ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ [67]
وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ
شَآءَ اللّٰهُ ط ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ [68] وَاَشْرَقَتِ
الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ [69] وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا
عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ [70] [الزمر]

ترجمہ: ”(اے نبی ﷺ!) ان سے کہو: پھر کیا اے جاہلو! تم اللہ تعالیٰ کے سوا
کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو؟[64] (یہ بات تمھیں ان سے

صاف کہہ دینی چاہیے کیونکہ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔[65] لہٰذا (اے نبی ﷺ!) تم بس اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔[66] اِن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔ (اس کی قدرتِ کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ) قیامت کے روز پوری زمین اُس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دستِ راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ پاک اور بالاتر ہے وہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔[67] اور اُس روز صُور پھونکا جائے گا اور وہ سب مر کر گر جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے اُن کے جنہیں اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہے۔ پھر ایک دُوسرا صُور پھونکا جائے گا اور یکا یک سب کے سب اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔[68] زمین اپنے ربّ کے نور سے چمک اُٹھے گی، کتابِ اعمال لا کر رکھ دی جائے گی، انبیاء علیہم السلام اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے، لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا، اُن پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔[69] اور ہر متنفس کو جو کچھ بھی اُس نے عمل کیا تھا اُس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔ لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔[70]

اس رکوع میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

قُلْ   "کہہ دیجیے۔"

آپ بتا دیں، باخبر [inform] کر دیں۔

آپ کی مانوں اللہ تعالیٰ کی نہ مانوں؟

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ "کیا پھر سوائے اللہ تعالیٰ کے۔"

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر، اللہ تعالیٰ کو ایک طرف کر کے، اللہ تعالیٰ کو ایک طرف[Corner] کر کے۔

تَاْمُرُوْنِّیْ "آپ مجھے کہتے ہو۔"

مجھے مشورہ دیتے ہو۔۔۔؟

یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کو ایک طرف[Corner] کر دوں۔۔۔۔۔؟

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دوں۔۔۔؟

آپ مجھے حکم دیتے ہو۔۔۔؟

آپ مجھ سے یہ چاہتے ہو۔۔۔۔؟

آپ مجھ سے ڈیمانڈ کرتے ہو۔۔۔؟

آپ کی مجھ سے یہ فرمائش ہے۔۔۔؟

کہ میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دوں۔۔۔۔؟

اللہ تعالیٰ کی نہ مانوں۔۔۔۔؟

آپ کی مان لوں۔۔۔۔؟

اَعْبُدُ "میں عبادت کروں۔"

میں غلامی کروں۔۔۔۔؟

میں بندگی کروں۔۔۔۔؟

اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ "اے جاہلو!"

اے نادانو!

اے کم فہمو!

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ [64]

"(اے نبی ﷺ!) اِن سے کہو: پھر کیا اے جاہلو تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو؟"

یہ 'اور' کون ہے۔۔۔؟

یہ کون ہو سکتا ہے۔۔۔؟

کوئی بھی۔۔۔

کوئی بت۔۔۔

کوئی شخصیت۔۔۔

کوئی بڑا۔۔۔

کوئی پیارا۔۔۔

کوئی عزیز۔۔۔

اور قریب سے دیکھیں جیسے انسان کسی چیز کو کیمرے یا کمپیوٹر پر کام کرتے ہوئے بڑا [Zoom] کر کے دیکھتا ہے تو باریکیاں نظر آتی ہیں، اندر تک بات واضح طور پر سمجھ آجاتی ہے۔ اس چیز کو بھی آپ Zoom کر کے دیکھیں تو آپ کو اوروں کے چہرے نظر آنا شروع ہو جائیں گے۔ جب غور کریں تو دل جھکتا ہے لیکن چھپانا چاہتے ہیں، اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ عمل [Process] کیا ہے؟ دھوکہ، خود فریبی، اپنے ذہن کے اندر یہ عمل [Process] نہیں کرنا چاہتے۔

ان جاہلوں، کم فہموں کی لسٹ میں کون کون آتا ہے؟

دنیا میں کون کون ہمیں مشورے دیتا ہے؟

کس کس مقام پر مشورے دیتا ہے؟

آپ کو کسی نے اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو، اللہ تعالیٰ کے کسی کام کو چھوڑنے، ترک کرنے، ملتوی کرنے کا مشورہ دیا۔۔۔؟ کبھی ایسا ہوا۔۔۔؟

کیا ہماری سوسائٹی میں ایسے افراد موجود ہیں۔۔۔؟

وہ کون افراد ہیں جو یہ کام کرتے ہیں۔۔۔؟

تین سوالات پر ہم غور و فکر کریں گے کیونکہ بات زندگی کی ہے، بات سنجیدہ نوعیت کی ہے اور اگر ہم نے اس پر غور و فکر نہ کیا تو ہم دھوکے میں رہ جائیں گے اور جانتے ہیں دھوکہ کون دیتا ہے؟ فریب کون دیتا ہے؟ کس نے وعدہ کیا تھا ربّ سے؟ کہ میں انہیں وعدوں کے سبز باغ دکھاؤں گا، انہیں دنیا کی زندگی کے فریب میں الجھاؤں گا، انہیں پتہ نہیں لگے گا، انہیں سمجھ نہیں آئے گی تو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ [لقمان:33]

''کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بڑا فریب دینے والا تمہیں فریب دے دے۔''

یہ خود فریبی ہے، یہ دھوکے ہیں، جن کو ہم [Ignore] کرتے ہیں کہ چلو ٹھیک ہے ابھی تو یہ کام کرلیں پھر دیکھیں گے۔

جانتے ہیں اس وجہ سے کیا چیز دل کے اندر آتی ہے؟۔۔۔۔کھوٹ۔

اس کھوٹ کو دین کی زبان میں کیا کہتے ہیں؟۔۔۔۔نفاق۔

جس وقت اللہ تعالیٰ کا کام، اس کے احکامات، آپ کی پہلی ترجیح نہیں رہتے بلکہ آپ اسے دوسری ترجیح پر لے جاتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ فریب میں آ گئے یا کسی نے آپ کو فریب دے دیا۔ یہ فریب باہر سے بھی ہے اور اندر سے بھی۔ باہر سے شیطان ہے جو

آپ کی مانوں اللہ کی نہ مانوں؟

انسان کو مطمئن کرتا ہے کہ کوئی بات نہیں اب اس موقع پر اور کیا ہو سکتا ہے؟ ابھی تو یہ مسئلہ حل ہو جائے پھر بعد میں دیکھیں گے۔

جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں سے ہم نے یہ کہا تھا کہ:

وَتَكُونُوا مِنْ م بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ [یوسف:9]

''ابھی تو یہ کام کر لیتے ہیں پھر نیک بن رہیں گے۔''

یہ کام تو زندگی میں ہر وقت ہی جاری رہتا ہے کہ ابھی تھوڑی دیر ٹھہر جائیں، کبھی یہ کام تھوڑی دیر کا ہوتا ہے، کبھی زیادہ دیر کا اور کبھی عمر بھر کا کہ ابھی تو یہ ناگزیر ہے، ابھی تو یہ مجبوری ہے پھر دیکھیں گے، پھر نیک بن جائیں گے، پھر اچھے کام کر لیں گے۔

یہ خرابی ہے دین کو سمجھنے میں، جہالت ہے کہ ایک انسان دین کو اجزاء میں تقسیم کر لیتا ہے، ٹکڑے ٹکڑے، ایک ٹکڑا ادھر سے لے لیا ایک ادھر سے اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے پورا دین اپنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً [البقرہ 208]

''اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔''

پورے داخلے سے کیا مراد ہے؟

ذہن بھی پورا داخل ہو۔

دل بھی پورا داخل ہو۔

اور انسان کی زندگی بھی پوری داخل ہو۔

وہ کون سے تین سوالات ہیں جن پر ہم نے غور کرنا ہے؟

1۔ دنیا میں کون کون کس کس وقت مشورے دیتا ہے؟

2۔ کیسے دیتا ہے اور کس موقع پر دیتا ہے؟

3۔ کیا ہمیں کبھی کسی نے مشورہ دیا؟

اب ہم اپنی زندگی کے حوالے سے دیکھتے ہیں کہ ہمیں کبھی کسی نے مشورہ دیا؟

وہ محبت کرنے والا ربّ جس کے لیے آپ چل کے آئے ہیں، جس کے لیے یہاں بیٹھے ہیں، جس کے لیے یہ قلم ہاتھ میں پکڑا ہے، اس قلم سے آپ اپنے پیپر پر تو لکھیں گے لیکن ربّ کی بات کو دل پر لکھ لیں کہ جب کبھی کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹانا چاہے تو یہ آیت سامنے رکھنی ہے، یہ ہے طریقہ کار:

قُلْ "آپ انہیں کہہ دو"۔

کون کہے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے بھی کہا اور اب میں نے، آپ نے ہر ایک نے یہ بات کہنی ہے۔

لیکن کب۔۔۔؟

جب بھی یہ موقع پیش آئے۔

اب آپ بتائیں کہ کبھی کسی نے آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کی کوشش کی ہو، کسی کام، کسی چھوٹی یا بڑی بات سے؟

طالبات کی ذاتی زندگی سے تجربات

طالبہ 1: اپنی شادی کے موقع پر جب میں نے پردہ کیا تو مجھے خالاؤں اور چچاؤں نے یہ کہا کہ اس وقت تو تمہیں لازمی نقاب اتار دینا چاہیے کیونکہ تم اتنی اچھی لگ رہی ہو۔

آپ کی مانوں ؟ اللہ کی نہ مانوں؟

اس وقت میں نے الحمداللہ نقاب تو نہیں اتارا لیکن خاموش ہوگئی۔

استاذہ: اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ جس وقت کوئی روکے تو خاموش نہیں رہنا۔ قُلْ (آپ کہہ دو) آپ انہیں بتادو کیونکہ یہی تو دعوت کا موقع ہے۔ ایک دعوت وہ دے رہے ہیں اور ایک دعوت ہم نے دینی ہے، یہی سیکھنا ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے۔ [انشاءاللہ]

طالبہ 2: مجھے بھی شادی کے موقع پر رشتہ داروں نے پردہ کرنے سے روکا تو میں نے انہیں یہ کہا تھا کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے یہ شکل دی ہے اسی طرح وہ تبدیل بھی تو کر سکتا ہے۔

استاذہ: الحمدللہ۔

طالبہ 3: یہاں آنے سے پہلے مجھے سب نے کہا کہ تم اپنی تعلیم جاری رکھو، ایم۔اے کرو، دین کی تعلیم تو بعد میں بھی ہو سکتی ہے، اس کے لیے تو ساری زندگی پڑی ہے، کتابوں سے گھر بیٹھے بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن بعد میں ایم۔اے کے لیے یونیورسٹی میں ایڈمشن نہیں ملے گا۔

استاذہ: آپ کیا محسوس کرتی ہیں، کیا یہ تعلیم گھر بیٹھے حاصل کی جا سکتی ہے یا اس کے لیے باقاعدہ ماحول میں آنا ضروری ہے؟ آپ موازنہ کر کے دیکھیں کہ کیا کوئی ایجوکیشن گھر بیٹھے صحیح انداز میں حاصل کی جا سکتی ہے؟ کوئی بھی نہیں۔

طالبہ 4: جب ہاسٹل سے گھر واپس جانے کی بات ہوتی ہے کہ بہت عرصہ ہو گیا اور اتنا عرصہ مرکز میں رہ کر دین سیکھ لیا اب واپس آجانا چاہیے، ہر دفعہ مشکل بھی ہوتی ہے لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ گھر والوں کی طرف سے ایک رکاوٹ آتی ہے تو میرا عزم زیادہ

مضبوط ہوجاتا ہے(الحمدللہ) شاید یہ میرے عزم کو زیادہ مضبوط کرنے کے لیے ہی ہوتا ہے۔

استاذہ: صحابیات رضی اللہ عنہا مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لیے جاتی تھیں یہاں تک کہ عشاء کی نماز کے لیے بھی اور شاید یہ بات آپ کیعلم میں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی تاخیر سے نماز پڑھاتے تھے۔ کیا وہ دین کا ایک نقشہ نہیں تھا؟ جہاں پر خواتین بھی دین کے لیے نکلتی ہیں، مرد بھی نکلتے ہیں اور آپ یہ دیکھیں کہ لڑکیوں نے اگر شادی پر جانا ہو تو رات کے چار بجے بھی واپس آنے پر کوئی برا نہیں مانتا لیکن اگر اللہ کا دین سیکھنے کے لیے جائیں تو شیطان نکلنے ہی نہیں دیتا، لگتا ہے کہ بس کسی کل چین نہیں آتا اور آپ کسی انسان کے ردِّعمل کو اُس انسان کا ردِّعمل مت محسوس کیا کریں بلکہ ان کے مسئلے کو محسوس کیا کریں کہ شیطان نے ان کی زندگی کتنی مشکل بنا رکھی ہے اور ان کو کتنی مصیبت میں ڈالا ہوا ہے کیونکہ جب آپ یہ بات محسوس کریں گے تو آپ Cool رہیں گے اور آپ کے لیے آسانی پیدا ہو جائے گی۔ ویسے بھی مشکل مواقع ہی تو انسان کی ترقی کے مواقع ہوتے ہیں۔ اس کش مکش کی وجہ سے انسان کا دل اور بھی زیادہ اللہ کی طرف آتا ہے۔ خالص ہونے کا طریقہ بھی یہی ہے۔

طالبہ 5: میرے شوہر کہتے ہیں کہ پہلے تو آپ کا وقت دس سے ساڑھے بارہ بجے کا تھا اور اب صبح آٹھ بجے سے شام چھ بجے تک ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ پہلے میرا شوق کم تھا تو اللہ تعالیٰ نے دو گھنٹے دے دیے اور اب الحمدللہ شوق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرا وقت قرآن کی طرف زیادہ کر دیا ہے۔

استاذہ: الحمدللہ! بہت اچھا جواب دیا، یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منظوری ہوگئی کہ اور وقت

لگائیں۔واقعی اللہ تعالیٰ کی ذات ہی اضافہ کرنے والی ہے۔مثلاً کل جب میں سفر کرکے آئی تو اگر میں اپنی حالت کو دیکھتی تو میرے لیے ممکن نہیں تھا کہ میں پڑھانے کے لیے بیٹھوں۔میں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میرا اٹھانا بھی آپ کے ہاتھ میں ہے، جتنا آپ مجھے موقع دے دیں گے، بات تو آپ ہی کی ہے، آپ ہمت دیں گے تو کام ہو جائے گا اور بہت سارے لوگوں کا بھلا بھی ہو جائے گا، رحمان تو آپ ہی ہیں اور مزید رحمت بھی آپ ہی کی طرف سے چاہیے اور اب آپ دیکھیں الحمدللہ رات تک بیٹھے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بٹھایا ہے اور میں محسوس کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی بات ہو رہی ہو تو اللہ تعالیٰ قوت بھی زیادہ دے دیتے ہیں۔(الحمدللہ) کہتے ہیں:

؎ رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

طالبہ 6: میرے والدین نہیں ہیں لیکن مجھے دین کی تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق ہے جس کی وجہ سے میں ادھر آئی ہوں۔مجھے سب لوگ کہتے ہیں کہ تم گھر سنبھالو، تم ماں بھی ہو باپ بھی ہو، لہٰذا اب بچوں کی ذمہ داری تمہاری ہے لیکن میں کہتی ہوں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا حق، پھر بعد میں سب کا کام۔گھر میں کوئی اتنا ضروری کام نہ بھی ہو تو بھی مطالبات یہی ہوتے ہیں کہ میں دین کی باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے سے رک جاؤں اور قرآن کو گھر بیٹھے سی ڈی سے پڑھ لوں تو میں کہتی ہوں کہ نہیں مجھے ایسے سمجھ نہیں آئے گا۔

طالبہ 7: میرے شوہر زیادہ ٹائم لگانے کے حوالے سے منع کرتے تھے تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پڑھنے کا جتنا زیادہ موقع دے اسے حاصل کرنا چاہیے، گھر میں بھی فارغ

رہ کر کیا کرنا ہے؟ کام تو ہو ہی جاتا ہے۔ میرا قرآن کے ساتھ سب سے اچھا وقت گزرتا ہے اور اب چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا تو انہوں نے کہا کہ کم از کم دو ماہ کے لیے چھوڑ دو، بعد میں کیسٹ سے پڑھ لینا تو میں نے کہا کہ مجھے استاد سے پڑھنا اچھا لگتا ہے اور جو سمجھ اس طریقے سے آتی ہے وہ ویسے نہیں آئے گی، تو اب انہوں نے کہنا چھوڑ دیا ہے۔

استاذہ: الحمدللہ! اس بات کو ضرور محسوس کیا کریں کہ جو کہہ رہا ہے وہ خود بھی مصیبت میں ہے، اسے شیطان ٹھہرنے نہیں دے رہا، اُس فرد کی شکل میں آ کے آپ کو پریشان کرنا چاہتا ہے۔ پندرھویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا کہا ہے؟
''آپ پریشان نہ ہوں۔'' بس آپ نے بھی پریشان نہیں ہونا اور غصہ نہیں کرنا۔

طالبہ 8: جب میں برانچ میں پڑھ رہی تھی تو آنے سے ایک گھنٹہ پہلے روتی تھی اور گھر کی صورتحال صحیح کرنی پڑتی تھی حالانکہ پہلے میں سکول میں جاب کرتی تھی اور چھ گھنٹے گھر سے باہر رہتی تھی اس وقت تو کسی کو اعتراض نہیں ہوتا تھا لیکن جب میں وہ دو گھنٹے برانچ میں گزار کر آتی تھی تو سب لوگوں کو بہت محسوس ہوتا تھا۔ آپ نے کہا کہ یہ مشکلات ترقی کا ذریعہ ہوتی ہیں اور مجھے لگ رہا ہے کہ اگر میں آج یہاں پر ہوں تو شاید یہ میری ترقی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں پہنچا دیا ہے۔

ہم نے پہچاننا ہے کہ کون کون ہمیں ربّ کے راستے سے ہٹاتا ہے؟ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ شیطان کس کس طریقے سے ہمارے اوپر حملہ کرتا ہے؟ کیونکہ شیطان کی طرف سے بھی حملہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں بتایا ہے جب شیطان سے یہ کہا تھا کہ ''تو اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا''۔ ایسا نہیں لگتا کہ جیسے سارے ماحول میں سوار اور

پیادے موجود ہیں، کوئی اِدھر سے چڑھائی کرتا ہے، کوئی اُدھر سے یعنی انسان کو کوئی راستہ نظر نہیں آتا، ہر طرف سے اعتراضات آتے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ جب اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سمجھنے لگیں گے تو جب کوئی بات کرے گا تو آپ مسکرا دیں گے کہ اب پھر شیطان مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیونکہ جتنا آپ ٹھنڈے رہیں گے اتنا ہی اچھا جواب دیں گے، اتنی ہی آپ کے لیے آسانی ہو جائے گی۔

طالبہ 9: جب میں یہاں پر آئی تھی تو امی بیمار رہتی تھیں، وہ بیمار تو پہلے سے تھیں لیکن لوگوں کی باتوں نے اور بیمار کر دیا کہ بیٹی کو کیوں بھیج دیا، وہ یہاں رہ کر سیکھ لیتی۔ پھر جب میں گھر واپس گئی تو ابھی ایک ہفتہ ہی رہی تھی کہ امی ابو نے پھر بھیج دیا۔ (الحمدللہ) اب امی بھی بہت زیادہ ٹھیک رہتی ہیں اور بیمار بہت کم ہوتی ہیں۔ پہلے فیملی والے مجھے کہا کرتے تھے کہ تم کیا سیکھ رہی ہو، مُلّانی بن رہی ہو اور اب وہی مجھے کہتے ہیں ہمارے بچوں کو ساتھ لے جاؤ۔ میرا ایک کزن ہے اس کی چھوٹی سی بیٹی ہے۔ وہ کہتے ہیں آپ نے بہت اچھا سیکھا ہے اس کو بھی لے جاؤ، اسے بھی اسی طرح پڑھنا چاہیے۔

طالبہ 10: جب بھائی کی شادی تھی تو اس وقت بہت زیادہ مخالفت تھی یعنی میں اور امی کہتی تھیں کہ غیر اسلامی رسمیں نہیں کرنی تو اس پر بہت زیادہ باتیں سننا پڑی تھیں اور سب لوگ کہتے تھے کہ ایک ہی بیٹا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بھی تو ایک ہی بار دیکھنا ہے، ایک ہی دفعہ امتحان لینا ہے۔

طالبہ 11: میرے شوہر میری دینی تعلیم کے حوالے سے میرا ساتھ دے رہے ہیں لیکن جب انہوں نے کسی اور کو بتایا کہ میری بیوی اس طرح سے قرآن پڑھنے جاتی ہے، نیک

کام کرتی ہے تو انہوں نے کہا آپ کی بیوی خوب صورت ہے، اسے نہ جانے دیا کریں تو میں نے کہا کہ جس نے خوبصورتی دی ہے اُسی کے راستے پر ہم نہ جائیں، خوبصورتی دینے والا بھی وہی ہے اور حفاظت کرنے والا بھی وہی۔

استاذہ: ہر ایک کے سامنے مختلف باتیں رکھی جاتی ہیں اور شیطان کتنا تیز اور ہوشیار ہے، کیسے پہلے کسی کے ذہن کو جکڑتا ہے، پھر اسے بولنے پر مجبور کرتا ہے اور کمزور پہلو پکڑتا ہے۔ جیسے شوہر سے یہ کہے گا کہ تمہاری بیوی ہاتھ سے چلی جائے گی، ماں سے کہتا ہے کہ تمہارے کام کیسے ہوں گے، تم تو اکیلی رہ گئی ہو، بیٹی کو تمہارا خیال نہیں، اسی طرح سے بہن بھائیوں کو کچھ اور باتیں سُجھاتا ہے یعنی ہر طرف سے کوئی نہ کوئی مسائل کھڑے ہی رہتے ہیں۔

طالبہ 12: میں اس بار گھر گئی تو سوچا کہ اپنی کزن کو تعلق باللہ کے حوالے سے کچھ بتاؤں تو اس نے کہا کہ تمہارے اور ہمارے راستے الگ ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ مجھے تمہارا فیصلہ پسند نہیں آیا کہ خالہ (یعنی میری امی) گھر میں اکیلی ہوتی ہیں اور تم اکلوتی بیٹی ہو، تمہیں اپنے گھر میں رہنا چاہیے، تم اتنی دور پڑھنے کے لیے گئی ہوئی ہو۔ میں نے کہا ابھی آگے جا کر آپ کو اور بھی اختلاف ہونے ہیں لیکن انشاء اللہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم میری اس بات کو مانو گی اور تم یہ دیکھو جب میں پڑھ کر آؤں گی اور پڑھاؤں گی تو میرے والدین کو کتنا اجر ملے گا؟ لیکن اس نے میری بات مانی نہیں۔

استاذہ: ویسے ان سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ کیا دنیا میں جو اکلوتے ہوتے ہیں ان کے لیے ترقی کے راستے بند ہو جاتے ہیں یا انہیں زیادہ ترقی کرنی چاہیے؟ آپ دس بہن

بھائی ہوتے تو ظاہر ہے کہ پھر کسی ایک نے نیک کام نہیں کیا تو انسان سمجھتا ہے کہ چلو باقی کر لیں گے لیکن آپ نے تو کم از کم دس جتنا کام کرنا ہے یعنی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے اور اکلوتے بچے سے انسان کی امیدیں بھی زیادہ ہوتی ہیں کہ وہ زیادہ اچھی تعلیم حاصل کرے، زیادہ آگے جائے تو انہیں کہیں کہ دراصل آپ اکلوتی نہیں ہوناں اس لیے آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ اکلوتوں کے لیے کس طرح سے زیادہ مسائل ہوتے ہیں، انہوں نے والدین کا زیادہ حق ادا کرنا ہوتا ہے۔

طالبہ 13: اکثر ارد گرد والے کہتے ہیں کہ عورت کا کام ہے کہ زیادہ گھر پر توجہ دے اور آپ لوگ اتنا وقت دین پڑھنے میں لگاتے ہو۔

استاذہ: ایسے موقع پر خود ہی کہہ دیا کریں کہ واقعی بہت مشکل ہے اتنا وقت لگانا، یہی تو ایثار کی بات ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے کہ وہ موقع دے رہا ہے ورنہ ہم کہاں اتنا وقت لگاتے۔ اسی بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے یہ کہا تھا کہ

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ [سوہ الاحزاب 34]

''جو آیتیں تمہارے گھر میں تلاوت کی جاتی ہیں ان کا تذکرہ کرو۔''

ان کو پہنچاؤ، ان کو بیان کرو تو ہم وہی کام کر رہے ہیں جو ازواجِ مطہرات کرتی تھیں۔ یہ کس نے کہا ہے کہ گھر کی طرف توجہ دو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن میں دو بار کھانا کھاتے دیکھا تو فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تم یہ چاہتی ہو کہ تمہارا کام صرف کھانا ہی رہ جائے؟''

دو دفعہ کھانا کھانا بھی پسند نہیں اور ہم تو پتہ نہیں کتنی بار کھا لیتے ہیں، کیا کچھ کھاتے رہتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو کم کھانے کی وجہ سے بہت ہی ہلکی پھلکی تھیں۔ ہمارے ہاں

کوئی ایک کھجور کھالے تو اس کو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ میں نے کھانا کھایا ہے اور اگر کوئی دودھ کا گلاس پی لے تو اس کو یہ کب پتہ چلتا ہے کہ میں نے کھانا کھایا ہے یا کوئی جوس کا گلاس پی لے۔ یہ سب تو کھانے کے علاوہ ہیں تو گھر کی طرف توجہ دینے کے لیے نہیں کہا، قرآنِ حکیم میں جو حکم آیا ہے وہ یہ کہ:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ [سورہ الاحزاب 33]

"اور اپنے گھروں کے اندر وقار کے ساتھ رہو۔"

آپ کو واضح کرنا چاہیے کہ الحمدللہ گھروں میں رہنا بھی سیکھ رہے ہیں، جتنی دیر رہتے ہیں وقار کے ساتھ رہتے ہیں اور جب بے وقار ہونے لگتے ہیں تو گھر سے چلے جاتے ہیں تاکہ زیادہ وقار سیکھیں، کوشش تو کر رہے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی کام کریں۔

طالبہ 14: پہلے جب میں پردہ کرتی تھی تو دیوروں سے اور بہنوئی سے نہیں کرتی تھی، بس زیادہ بے تکلف نہیں ہوتے تھے لیکن جب میں نے قرآن میں اس کا حکم پڑھا تو اس وقت ان سے بھی پردہ شروع کر دیا۔ میرے میاں نے خاص طور پر کہا کہ چلو دوسرے دیور تو ٹھیک ہیں لیکن جو چھوٹا سعودی عرب سے آیا ہے وہ تو آپ کے بچوں جیسا ہے اس سے پردہ نہیں کرنا تو مجھے سکون ہی نہ آیا، ذہن میں یہی تھا کہ دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، ایک سے پردہ کر لو دوسرے سے نہ کرو، ایک تو دیور ہو گیا دوسرا کیا ہو گیا؟ پھر میں نے آہستہ آہستہ یہ طریقہ اختیار کیا کہ اس کے سامنے نہیں جانا، زیادہ بلانا نہیں اور بچیوں کو بھیج دینا کہ آپ کے چاچو ہیں۔ پھر میرے شوہر نے بھی جھگڑا کیا، بہنوئی سے پردہ کرتی تو بہن جھگڑا کرتی ہے، کہتی ہے باجی! یہ کیا بات ہوئی، آپ بڑی ہیں اور یہ تو آپ کا چھوٹا بہنوئی ہے۔ کیا آپ یہ سمجھتی

ہیں کہ اس طرح ان کو کھانا نہیں کھلانا پڑے گا۔ میں نے کہا نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے، آپ آئیں میرے ڈرائینگ روم میں بیٹھیں جیسے باقی لوگ بیٹھتے ہیں تاکہ آگے میری بچیوں کے لیے بھی آسانی ہو کزن وغیرہ کے حوالے سے۔ ایک دن میرے شوہر خود ہی تفسیر ابنِ کثیر پڑھ رہے تھے۔ جب ایک آیت انہیں دکھائی تو کہتے ہیں کہ تم نے جلد اچھا فیصلہ کر لیا تو الحمدللہ میرے گھر میں کوئی کزن سسٹم نہیں ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بات شیطان کی طرف سے بار بار آئی، کبھی کسی نے اس بات پر جھگڑا اڈالا کہ یہ کیا دیور اور بہنوئی سے پردے ہو رہے ہیں، یہ نیا ہی طریقہ تم سیکھتی ہو لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ شیطان کی طرف سے جتنا زیادہ لوگ کہتے تھے میں اتنی ہی مستقل مزاج ہوتی گئی کہ اب تو ضرور ہی کرنا ہے۔

طالبہ 15: لڑکیوں کے لیے جب کوئی رشتہ آتا ہے تو گھر والے آنے والے مردوں کے سامنے جانے کا بھی کہتے ہیں اور میں نے اس بات کی بہت سختی سے مخالفت کی کہ مجھے ان کے سامنے نہیں جانا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ان کے گھر سے کوئی فرد ساتھ آیا تو میں ان کے آنے سے پہلے باہر چلی گئی۔ جب وہ لوگ جانے لگے تو میں اپنے کمرے میں تھی اور مجھے یہ کہا گیا کہ صرف ان کی امی ہیں اور وہ لوگ واپس جا رہے ہیں، آپ آ کر مل لو۔ میں باہر آئی ان کی امی سے ملی، اس کے بعد انہوں نے ایک دم سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور لڑکے کے ماموں کو میرے سامنے لے آئے، میں اس وقت کچھ بھی نہیں کر سکی کہ کس طرح سے اپنے چہرے کو چھپاؤں۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو میری بہت بری کیفیت تھی، میں شام تک اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی اور مجھے اس چیز کا اتنی شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ جو حق مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ مجھ سے کیوں لے لیا گیا؟ اور مجھے یہ بھی افسوس تھا کہ میں اگر چاہتی تو ان

سے ہاتھ چھڑا سکتی تھی۔ اس وقت مجھے اپنے ایمان میں بہت کمی محسوس ہو رہی تھی۔

استاذہ: ایک چیز آپ نے محسوس کی کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے سے جتنے بھی افراد ہٹے ہوئے ہیں وہ کٹّر سخت [Rigid] ہو گئے ہیں، اپنی بات سے نہیں ہٹتے اور کسی کو انسانی حقوق نہیں دینا چاہتے کہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق عمل کرے۔ سختی بھی خود کرتے ہیں اور Impose بھی خود کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ آپ لوگ Rigid ہو گئی ہیں، الزام ہمیشہ دوسروں پر لگایا جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے توبہ بھی کریں اور دعا بھی کہ اللہ تعالیٰ آئندہ کے لیے رحمتیں کرے۔ مجھے امید ہے کہ جیسے جیسے آپ کے مسائل حل ہوتے جائیں گے (انشاء اللہ) آپ لوگ با اعتماد ہو جائیں گے، آپ لوگ اعتماد کے ساتھ دوسروں کے سامنے یہ معاملہ رکھ سکیں گے اور آج کا یہ موضوع اسی حوالے سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے لیے حکم ہے:

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ [64]

"(اے نبی ﷺ!) اِن سے کہو: پھر کیا اے جاہلو! تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو؟"

یہ جاہل کون کون ہیں؟ ان کی فہرست بہت طویل ہے اور یوں لگتا ہے جیسے جاہلوں کی ایک فوج ظفر موج ہے۔ ان سارے اردگرد والوں اور پوری انسانی بستیوں پر ذرا نظر دوڑائیں کہ جہالت کتنی زیادہ پھیلی ہوئی ہے اور کتنے افراد جاہل ہیں، اگر یہ دیکھنا چاہیں کہ کون جاہل نہیں ہے؟

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے روکنے کی کوشش نہیں کرتا؟

تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اس بھری دنیا میں، اتنے انسانوں کی بھیڑ میں، اتنے بڑے سمندر میں وہ افراد نکل ہی نہیں رہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے نہ روک رہے ہوں۔ ہر کوئی روکتا ہے

کوئی اسلام پسند بن کے روکتا ہے۔

کوئی رشتے کی محبت کو بنیاد بنا کر روکتا ہے۔

کوئی ماں کی ممتا یاد دِلا کے روکتا ہے۔

کوئی باپ کی شفقت کو سامنے رکھ کے روکتا ہے۔

کوئی کہتا ہے کہ اگر ہماری نہیں مانو گے تو کسی کام میں شامل نہیں کریں گے۔

کوئی اس وجہ سے روکتا ہے کہ ہماری نہ مانی تو پھر نبھا نہیں ہو سکے گا۔

کوئی کہتا ہے کہ پھر ہم ایک چھت تلے اکٹھے نہیں رہ سکتے۔

کتنے دباؤ [pressures] ہیں لیکن ان میں ایک مومن کو کیا کرنا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ "کہہ دیجیے۔"

کہہ دینا ہے۔

رکنا نہیں ہے۔

خاموش نہیں رہنا۔

خاموشی کتمانِ حق (حق کو چھپانا) ہے۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ [64]

"(اے نبی ﷺ!) اِن سے کہو: پھر کیا اے جاہلو! تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو؟"

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر، اللہ تعالیٰ کو ایک طرف [Corner] کر کے

تم بڑے ہو جاتے ہو۔

تم اس مقام پر خود آتے ہو۔

تم مجھے حکم دیتے ہو۔

تم مجھے مشورہ دیتے ہو۔

تم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مقام پر رکھ لیتے ہو۔

تم بڑے ہو یا ربّ بڑا ہے؟

میرا ربّ تو کہتا ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ "اللہ تعالیٰ بڑا ہے۔"

اور تم مجھ سے کہتے ہو ہماری مان لو کیونکہ ہم نے تم پر فلاں احسان کیا ہے۔

یہ مسئلہ ہے کہ تم مجھے حکم دیتے ہو:

اَعْبُدُ "کہ میں غلامی کر لوں۔"

میں مان لوں، میں بک جاؤں۔

میں اپنا ایمان بیچ ڈالوں۔

میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر لوں۔

میں تمہاری مان لوں۔

میں تمہارے طریقے کو اختیار کر لوں۔

آپ کی مانوں اللہ کی نہ مانوں؟

اللہ تعالیٰ کا طریقہ چھوڑ کے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت چھوڑ کے تمہاری اطاعت کر لوں۔

أَيُّهَا الْجَٰهِلُونَ [64] "اے جاہلو"

آپ دیکھیں کہ یہ سوال کرنے کا کسی پر کیا اثر ہو سکتا ہے؟ یہی سوال اگر آپ ایسے ہی موقع پر کسی دوسرے فرد سے کریں تو

کیا ایک لمحے کے لیے وہ ٹھٹکے گا؟

رک کر سوچے گا؟

اس کا مطلب ہے یہ دعوت ہے، یہ قول ہے، آپ کسی کے ضمیر کو مخاطب کرتے ہیں، اس کو احساس دلاتے ہیں کہ آپ کا طریقۂ کار جاہلانہ ہے، آپ احساس دلاتے ہیں کہ جو کام آپ کر رہے ہیں اس کا مقام کیا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی بات کو اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو قدموں تلے رکھ کر

خود بلند ہونا چاہتے ہو۔

خود اپنی منوانا چاہتے ہو۔

تمہیں سمجھ نہیں آتی۔

تمہارے اندر عقل و فہم نہیں ہے۔

تم مجھے کس طریقے کی پابندی کرنے کے لیے کہتے ہو؟

یہ آیت یاد کرنے والی بھی ہے اور دہرانے والی بھی، بار بار دہرانے والی، مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے انسانوں کے بیچ میں رہتے ہوئے شاید ہی کوئی لمحہ ایسا سکون سے گزرتا ہو جب کوئی ہمیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی ماننے کے لیے نہیں کہتا، ہر وقت مطالبات جاری ہیں

اور بڑے مزے مزے کے مطالبات، بڑے ہلکے پھلکے انداز میں، محبتوں کے تحت، ایسے suger coated ہوتے ہیں، ایسے محبتوں میں لپٹے ہوئے مطالبات کہ انسان انہیں ترک کرنے کے لیے کافی زیادہ کوشش کرے تو پھر ہی ترک کر سکتا ہے، بصورتِ دیگر انہیں چھوڑ نہیں سکتا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حقیقت کھول دی۔

مجھے ذاتی طور پر یوں محسوس ہوتا ہے کہ اوروں کے لیے ہوں یا نہ ہوں کم از کم جس کو فہم مل گیا، وہ خالص ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کی نہیں ماننی اور جب وہ خود محتاط ہو گیا تو اسے حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے بھی وقت نہیں لگے گا اور بچت کا راستہ کیا ہے؟ ہر ایک کو اپنی ڈال دی جائے کہ

آپ کس مقام پر کھڑے ہو؟

اس مقام پر کہ جو رب کا مقام ہے۔

تو میں آپ کو ربّ کا مقام کیسے دے دوں؟

میں آپ کی کیسے مان لوں؟

مجھے آپ کی ماننے کے لیے ربّ کی بات چھوڑنی پڑتی ہے۔

اس لیے آپ کی بات تسلیم نہیں کی جا سکتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”(اے نبی ﷺ!) اِن سے کہو: پھر کیا اے جاہلو! تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو؟“

یہ ایک فطری سرزنش ہے، بالکل انسان کی فطرت کو متاثر [appeal] کرتا ہے یہ فقرہ اور اس سرزنش میں کیا ہے؟ کہ آپ کی بات، آپ کا مطالبہ جہالت میں ڈوبا ہوا ہے، آپ کی

بات ہی ایسی ہے کہ جس سے کراہت محسوس ہوتی ہے، فطرت سے ہٹا ہوا طریقہ اور راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ آپ ان سے کہہ دیجئے، آپ اس کا اظہار کردیجئے اور یہی بات انسان کے لیے مشکل ہوتی ہے، انسان خاموش ہوجاتا ہے کہ میں اب اسے کیا کہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کہہ دو۔

کہنا پڑے گا۔

اس کہنے کے بعد ہی فیصلہ ہوگا۔

اگلی بات اور زیادہ اہم ہے فرمایا:

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ج لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [65]

”(یہ بات تمہیں ان سے صاف کہہ دینی چاہیے کیونکہ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہ وحی بھیجی جاچکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہوجائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔“

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ”آپ ﷺ کی طرف وحی کی گئی ہے“۔

یعنی یہ ذاتی من گھڑت بات نہیں ہے۔

من کو بڑا کرنے کی بات نہیں ہے۔

من پسند بات نہیں ہے۔

یہ تو وحی کی گئی ہے آپ کی طرف اور صرف آج کے دور کی بات نہیں ہے بلکہ

وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ج

"اور آپ ﷺ سے پہلے لوگوں کی طرف۔"

پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرف بھی یہ وحی کی گئی تھی اور وحی کیا تھی؟

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [65]

"اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔"

یہاں پر توجہ طلب بات کیا ہے؟

لَئِنْ اَشْرَكْتَ "البتہ اگر تو نے شرک کیا۔"

شرک کیا ہے۔۔۔؟ کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہرا دینا۔

یہ کیسا شرک ہے جو گھر گھر میں اور ہماری آبادیوں میں جاری وساری ہے۔

اس کے باوجود کہ ہم مسلمان ہیں۔

اس کے باوجود کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ماننے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کی مان لینا شرک ہے تو کسی نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ماں کی مان لی، باپ کی، شوہر کی، گھر والوں کی، دوستوں کی یا ان کی جن کا دباؤ برداشت کرتے ہیں۔

اگلی بات توجہ طلب ہے، الفاظ دو ہیں لیکن پوری زندگی پر حاوی ہیں۔ ساری عمر کی کوششیں ایک طرف اور ایک (اَشْرَكْتَ) کی بات کے بعد جو انجام ہے وہ ایک طرف۔

لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

"البتہ تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا۔" (شک ہی نہیں)

یہاں نون مشدد (شد کے ساتھ) آیا ہے تاکید کے لیے کہ تمہارا عمل ضرور برباد ہو جائے گا۔نماز گئی، روزے گئے، تہجد گزاریاں گئیں، اذکار گئے، صدقات گئے، ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک گیا۔

کیوں۔۔۔؟

شرک ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کی مان لی۔

عربی زبان میں "حبوط" کے معنی ہیں ضائع ہو جانا۔جیسے کوئی جانور زہریلی گھاس کھاتا ہے تو بظاہر وہ پھول کے موٹا ہو جاتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ صحت اچھی ہوگئی ہے لیکن اندر ہی اندر وہ زہر اُسے موت کے قریب لے جاتا ہے اور آخرِ کار وہ ختم ہو جاتا ہے۔بالکل اسی طرح انسان جب اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کی مانتا ہے مثلاً ماں، باپ یا شوہر کی تو وقتی طور پر بظاہر وہ نیک عمل لگے گا اور یوں محسوس ہوگا کہ حقوق ادا ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

"البتہ ضرور ضائع ہو جائے گا تیرا عمل۔"

پھر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ انسان قابلِ قدر نہیں رہ گیا جو اللہ تعالیٰ کی بات کو چھوڑ کر، اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ کر، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے کسی اور کی فرمانبرداری کرتا ہے چاہے وہ شوہر ہو، ماں باپ ہوں، دادا نانا ہوں، ماں ہو، بہن بھائی ہوں، دوست احباب ہوں، رشتہ دار ہوں، سوسائٹی کے بڑے ہوں یا کوئی بھی لیکن یہاں پر خاص نکتہ کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر۔

اللہ تعالیٰ کے ماسوا کیا ہے؟ کوئی بھی ہو، جو بھی اللہ تعالیٰ کی بات سے ہٹی ہوئی بات

کرتا ہے، اگر اس کی بات مان لی تو شرک ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات کہی ہے کہ:

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

"اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا۔"

یعنی پھر آپ کے اعمال قابلِ قبول نہیں رہیں گے، آپ سمجھتے ہیں کہ دین پر ہیں لیکن آپ کا دین گیا، دین تو آپ کے پاس ہے ہی نہیں۔ آپ کس دین کی باتیں کرتے ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ کے ماسوا دوسروں کی بات ماننے والے کی اتنی زیادہ پکڑ ہے تو جو حکم دینے والا ہے، دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے والا ہے اس کے ساتھ کیا سلوک ہو گا؟ اس کے ساتھ کیا بنے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے، اگرچہ تجھے جلا دیا جائے۔"

یعنی چاہے کوئی قتل کر دے، چاہے کوئی جلا دے، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کی بات نہیں ماننی، اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی کو بڑا نہیں ماننا، اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی سے امیدیں نہیں رکھنی۔

یہ ہے دین۔

یہ ہے اسلام۔

یہ ہے اسلام کا تقاضا۔

جو یہ کام کیے بغیر بھی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے تو یہ اس کی خوش فہمی ہو سکتی ہے، غلط فہمی ہو سکتی ہے، خود فریبی ہو سکتی ہے، حقیقت نہیں ہو سکتی۔ حقیقت وہی ہے جو ربّ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا

آپ کی مانوں اللہ تعالیٰ کی نہ مانوں؟

نہ اپنے نفس کی ماننی ہے۔

نہ کسی اور انسان کی۔

نہ کسی اور مخلوق کی۔

کیوں۔۔۔۔۔؟

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [65]

''اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا اور البتہ تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

آپ دیکھیں کہ الفاظ کس نوعیت کے استعمال کیے جا رہے ہیں؟

''البتہ تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

لازماً ہو جاؤ گے۔

اس میں کوئی شک ہی نہیں۔

ضرور، یقیناً، لازماً۔

کوئی شک نہ رکھنا۔

اب اس کے ماسوا کوئی دوسری بات ذہن میں نہ آئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو مانتے تھے؟ کیسے ہجرتیں ہو رہی تھیں؟ کیوں ان پر مظالم ڈھائے جا رہے تھے؟ اس لیے کہ اسلام اور کفر کے درمیان اتنا واضح خط حائل ہے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص مسلمان بھی ہو اور وہ ایسے سمجھوتے [compromises] کرے کہ کچھ اللہ تعالیٰ کی مان لوں، کچھ اوروں کی مان لوں، یہ ممکن

نہیں، ایسے شخص کے اسلام اور ایسی مصلحتوں کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ پھر فرمایا:

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ [66]

''لہٰذا (اے نبی ﷺ!) تم بس اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے کیا بات کہی؟

بَلِ اللّٰهَ	''بلکہ اللہ تعالیٰ کی۔''
فَاعْبُدْ	''پھر بندگی کرو۔''

''بل'' کا کیا مطلب ہے؟ کہ پہلے جو سب کی بندگی کر رہے تھے اب کسی کی نہیں مانتی، (لا) کا مطلب کیا ہے؟۔۔۔نہیں، (لا الٰہ) کوئی الٰہ نہیں، کسی کے پاس یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی اطاعت کرنے کے لیے یا اپنی اطاعت کرنے کے لیے مجبور کرے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ [66]

''لہٰذا (اے نبی ﷺ!) تم بس اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔''

غصہ بھی نہیں کرنا، تلخ بھی نہیں ہونا اور شکر تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمان بنایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اطاعت کے طریقے سکھائے، اب میں نے اس کی اطاعت کرنی ہے

اوراس کی اطاعت کرنا ہی دراصل شکرادا کرنا ہے۔یہ ہے شکر گزاری کا طریقہ، یہاں پر ''اطاعت'' کا خاص پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ماننی ہے۔جب انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی نہیں مانتا تو یہ اطاعت بھی ہے، یہ غلامی بھی ہے، یہی شکر گزاری کا طریقہ ہے، یہی اللہ تعالیٰ کی قدردانی ہے اور یہی وہ رویہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو مومنوں سے مطلوب ہے۔

بَلِ اللّٰهَ فَاعۡبُدۡ وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ [66]

''لہٰذا (اے نبیﷺ!) تم بس اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔''

الفاظ پر ذرا غور کیجیے گا کہ (فَاعۡبُدۡ) کی طرح یہ نہیں کہا گیا کہ (فَاشۡكُرۡ) 'پھر شکر کرو' بلکہ کہا گیا ہے:

وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ [66] ''اور ہو جاؤ شکر گزاروں میں سے۔''

یعنی جو اسلام کے راستے پر چلنے والے ہیں وہ ایک گروہ کے لوگ ہیں اور جب کوئی نیک اعمال کرتا ہے تو وہ اس نیک گروہ میں شامل کر دیا جاتا ہے۔جس وقت ایک انسان سب کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی ماننے لگتا ہے تو وہ انبیاء علیہم السلام، صالحین، صدیقین اور شہداء کے گروہوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ضمناً یہ بات سامنے رکھیے گا کہ جس وقت ایک انسان کسی اختلاف والی صورتِ حال سے گزرتا ہے تو اس کے لیے اپنے آپ کو پرسکون رکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور آپ یہ بات جانتے ہیں کہ ایک انسان جس وقت ایک ایسی پوزیشن میں ہوتا ہے تو اس کے اندر گھبراہٹ، بے چینی اور پریشانی ہوتی ہے، اپنے آپ کو کنٹرول کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، وہی وقت ہی تو صبر کا وقت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ شکر ادا

کرنے کا وقت ہے، شکر ہے کہ مجھے سمجھ ہے۔اس کا مطلب یہ ہے؟ کہ داعی نے، دعوت دینے والے نے دوسرے کی بات کا غصہ نہیں کرنا کیونکہ غصے کو کنٹرول کرنا بہت مشکل ہے، اُس نے تو ٹھنڈا رہنا ہے اور

اللہ تعالیٰ نے اسے جو علم دے دیا۔

جو قدم اٹھانے کا اسے موقع دے دیا۔

اپنی اطاعت کرنے کا جو موقع دیا۔

اس پر مالکِ کائنات کا شکر ادا کرنا ہے۔ کہ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات نے یہ کام مجھ سے کروالیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

"ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔"

بے قدرے لوگ ہیں۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں کی۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانے کی کوشش کی۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے اپنا حکم رکھ لیا۔

انہوں نے رب کے حکم کے آگے دوسری ہستیوں کا حکم رکھا۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کی بڑائی کو پہچانا ہی نہیں۔

کیونکر نہیں پہچانا۔۔۔؟

اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرالیا۔

دوسروں کی مانتے ہیں۔
دوسروں کو بندگی کے لائق سمجھتے ہیں۔
دوسروں سے امیدیں باندھتے ہیں۔
دوسروں کو خود اپنے دل کے اندر رکھتے ہیں۔
انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں کی جیسی کہ قدر کرنی تھی، جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے۔
قدر کرنے کا حق کیسے ادا ہو سکتا ہے؟
بندگی کر کے۔
اللہ تعالیٰ کا غلام بن کے۔
اللہ تعالیٰ کا غلام کون بن سکتا ہے؟
جو اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت کو پالے۔
جو اس کائنات پر غور وفکر کے بعد اللہ تعالیٰ کو سب سے عظیم تسلیم کرلے۔
جس کے اندر یہ پہچان اتر جائے۔
جس کو پتہ ہو کہ اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی نہیں۔
اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کی بات چلنے والی نہیں۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

"ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔"

انہوں نےعقیدۂ توحید کو سمجھا ہی نہیں، وہ توحید پرست نہیں ہے جو اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے آگے رکھتا ہے، وہ توحید پرست کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اسے شعور ہی نہیں ملا تو اللہ تعالیٰ فرماتےہیں: یہ دیکھو کہ اس کی قدر کا حق کیسے ادا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی

قدر کیسے کی جا سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کی ذات کی بڑائی کو پا کر۔

ایک بات ہے 'کہنا یا پڑھنا' اور ایک بات ہے 'پا لینا'۔ پڑھنا بھی آسان ہے، کہنا بھی آسان ہے، پا لینا بہت مشکل ہے کیونکہ اس کے لیے محنت درکار ہے۔ لمحے لمحے کی کوشش کہ انسان ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو پا لے، اس کی کائنات پر غور و فکر کے بعد اور اللہ تعالیٰ نے طریقۂ کار بھی بتا دیا کہ اس کی عظمت تم کیسے محسوس کر سکتے ہو؟ وہ کون ہے جس کے پاس پلٹنا ہے، لوٹ کے جانا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ط

"(اس کی قدرتِ کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ) قیامت کے روز پوری زمین اُس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دستِ راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔"

ذرا غور کریں کہ خالقِ ارض و سماوات کے بارے میں یہ آیت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کیسا اظہار کرتی ہے، کتنی شدت ہے؟

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

"(اس کی قدرتِ کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ) قیامت کے روز پوری زمین اُس کی مُٹھی میں ہوگی۔"

مُٹھی میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو پوری طرح سے اپنے کنٹرول، قبضے اور اختیار میں لے لیا۔ اگر ہم اپنے آپ کو دیکھیں کہ ایک فٹبال کو مُٹھی میں لے سکتے ہیں؟ بہت مشکل ہے، وہ کنٹرول میں نہیں آئے گا کیونکہ وہ ہماری مُٹھی سے بڑا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کتنی

عظمت والا ہے، اس کی ذات کتنی بڑی ہے کہ زمین اس کی مُٹھی میں آجائے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم ہونے کی مثال دی ہے کہ زمین اس کے کنٹرول میں ہوگی۔

وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ

''اور آسمان اس کے دستِ راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔''

دستِ راست میں لپٹے ہونے سے کیا مراد ہے؟۔۔۔۔جیسے کسی چیز کو اوپر سے لپیٹ لیں تو ایسے اللہ تعالیٰ نے آسمان کو لپیٹ لیا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان آسمانوں کی اتنی سی اہمیتہے، اس زمین کی اتنی سی حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کتنا عظیم ہے، کتنا طاقتور ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار کو ظاہر کرنے کے لیے تمثیلی طور پر بتایا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر اپنی بڑائی کا اظہار کرنے کے لیے مثالیں دیں تاکہ یہ چیز ذہن کے اندر نقش ہو جائے۔ اسلام بنیادی اقدار کو یوں قلب و ذہن کے اندر سرایت کراتا ہے تاکہ انسان ہمیشہ اس کو یاد رکھے۔ اس حوالے سے مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور ابنِ جریر وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات منقول ہوئی ہیں مثلاً ایک روایت میں یہ ملتا ہے کہ

''ایک دفعہ نبی ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور دورانِ خطبہ آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں (یعنی سیاروں) کو اپنی مُٹھی میں لے کر اس طرح پھرائے گا جیسے ایک بچہ گیند پھراتا ہے اور فرمائے گا کہ میں ہوں

خدائے واحد، میں ہوں بادشاہ، میں ہوں جبار، میں ہوں کبریائی کا مالک، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہیں متکبر؟ کہتے کہتے رسول اللہ ﷺ پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ ہمیں خطرہ ہو گیا کہ کہیں آپ ﷺ منبر سمیت زمین پر نہ گر جائیں۔"

اللہ تعالیٰ تو کبیر ہے، وہ بڑا ہے لیکن ایک انسان نے اس کی کبریائی کو جتنا پایا؟ وہی اس کا حصہ ہے، اسی کے مطابق وہ رویہ اختیار کرے گا، اسی کے مطابق اس کے معاملات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز زمین پوری کی پوری اس کی مٹھی میں ہوگی تو زمین پر بسنے والے کیا سوچتے ہیں؟ بڑا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ یا دوسرے انسان؟ یا بت؟ کون بڑا ہے؟ زمین جس کے ہاتھ میں ایک گیند کی طرح ہو، سارے سیارے گیند کی طرح ہوں اور جیسے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں کسی چیز کو پھرایا جا سکتا ہے، جیسے انسان گیند کو پھراتا ہے اور وہ پوری طرح سے انسان کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اسی طرح سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا اختیار لوگ آنکھوں سے دیکھ لیں گے، آج تو پردۂ غیب میں چھپا ہوا ہے لیکن اس کائنات کے اندر ایک قانون چل رہا ہے، اس قانون کی وجہ سے ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمت ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے دم نہیں مار سکتی۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں:

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ [67]

"پاک اور بالاتر ہے وہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔"

کون سا شرک؟

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں سے امیدیں باندھتے ہیں۔

انسان مانتا بھی انہی کی ہے جن سے کوئی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں کیونکہ اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اگر میں نہیں مانوں گا تو

میرے مفادات متاثر ہو جائیں گے۔

تعلقات متاثر ہو جائیں گے۔

مجھے نقصان پہنچ جائے گا۔

میں اکیلا رہ جاؤں گا۔

یہ خوف اور خطرے کیا ثابت کرتے ہیں؟ کہ انسان اللہ تعالیٰ کا خوف تو محسوس نہیں کرتا، اپنے جیسے انسانوں کا اور چند مخصوص ہستیوں کا خوف زیادہ محسوس کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ

"پاک اور بالاتر ہے وہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا تذکرہ ہے اور کہاں ان لوگوں کا اس پاک اور بالا و برتر رب کے ساتھ کمزور ہستیوں کو شریک ٹھہرانا؟ دونوں میں کوئی قدرِ مشترک نہیں ہے۔

پھر فرمایا:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ
شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ [68]

"اور اُس روز صُور پھونکا جائے گا اور وہ سب مر کر گر جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے اُن کے جنہیں اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہے۔ پھر ایک

آپ کی مانوں ﷲ کی نہ مانوں؟

دُوسرا صُور پھونکا جائے گا اور یکایک سب کے سب اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔"

یہ میدانِ حشر ہے۔

یہ قیامت ہے۔

وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ "اور صور پھونکا جائے گا۔"

انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں، حضرت اسرافیل علیہ السلام منہ میں صُور دبائے اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ کا حکم آئے، کب وہ پھونک ماریں اور سب کچھ فنا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ

وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ

"اور اُس روز صُور پھونکا جائے گا اور وہ سب مر کر گر جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔"

ذرا غور کریں یہاں پر صیغہ کون سا استعمال ہوا ہے؟ ماضی کا۔ "بے ہوش ہو گئے۔" کون؟ وہ سب جو آسمانوں میں ہیں، جو اپنا حکم چلانا چاہتے تھے، سب بے ہوش پڑے ہیں، ساروں کی فصل کٹ گئی، آج ان کا حکم نہیں چل سکتا، آج ان کی بات نہیں مانی جا سکتی۔ کیوں؟ آج پھونک ماردی گئی، آج اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آ گیا، اب جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں سب مر کر گر جائیں گے۔

کون ہے آسمان میں؟ ہمیں آسمان کی مخلوق کا صحیح علم نہیں ہے اور جس مخلوق کا ہمیں علم ہے وہ فرشتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو آسمانوں میں ہیں وہ سب دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں گے یا مر جائیں گے۔

وَمَنْ فِی الْاَرْضِ "اور جو زمین میں ہیں۔"

کون کون ہے زمین میں؟ سب کے ماں باپ، سب کے بچے، سب کے رشتہ دار، سارے انسان، سارے جنات، سارے حشرات، سارے جانور، سارے پرندے اور ساری مچھلیاں کوئی بھی جیتا نہیں ہے، بس حیات ختم۔ ایک ارادے اور ایک دفعہ کے حکم سے کیا ہوا؟ ہر چیز ختم۔ ذرا تصور میں لا کر زمین کا جائزہ تو لیں کہ جیسے سونامی آئی تھی تو ہر طرف کٹی ہوئی فصل پڑی تھی، لاشیں ہی لاشیں، زندگی کے کوئی آثار نہیں، جو بھی ہیں سب کے سب ختم، سارا جہان ختم۔

اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ "مگر جس کو اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہے۔"

اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو زندہ رکھنا چاہا تو وہ زندہ رہے گا ورنہ صُور سے تو سبھی بے ہوش ہو جائیں گے، سب کے سب مر کر گر جائیں گے۔

اب منظر بدلتا ہے۔

سارے انسان، ساری مخلوقات جو ختم ہو گئی تھیں، حیات ہو گئیں، پھر ایک اور چیخ بلند ہوتی ہے۔

ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی

"پھر ایک دوسرا صُور پھونکا جائے گا۔"

کیسے۔۔۔۔۔؟

ایک بار پھر حکم ہوگا، آرڈر آئے گا۔

کس بات کا آرڈر۔۔۔؟

آپ کی مانوں اُن کی نہ مانوں؟

کہ صُور پھونک دو اور پھر اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟

فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ [68]

"یکا یک سب کے سب اٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔"

کون کون ہیں؟ سارے ہی انسان، ساری مخلوقات، سب اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔ کس نے مارا تھا؟ کس نے جلایا؟ بولو! اختیار کس کا ہے؟ کون بڑا ہے؟ وہ سب جو مر گئے تھے؟ وہ بڑے تھے یا جنہیں اللہ تعالیٰ نے جلا اٹھایا وہ بڑے ہیں؟ یکا یک سب کے سب اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔

یہ قیام ہے لیکن کس کے سامنے؟

نہ کسی بت کے سامنے۔

نہ کسی بڑے آدمی کے سامنے۔

نہ کسی ولی کے سامنے۔

بلکہ ربّ العالمین کے سامنے قیام ہے۔

آج حالات ہی بدلے ہوئے ہیں، سب اٹھ کر حیران و پریشان دیکھ رہے ہیں، آج سبھی کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا، عظمت کا اور بڑائی کا احساس ہوگا اور دیکھیں اللہ تعالیٰ قیامت کے جو مناظر بتاتا ہے، اس میں ہمیں اب سورج کہیں نظر نہیں آتا۔

گر گیا سورج۔

گر گیا چاند۔

جھڑ گئے تارے۔

بھڑک اُٹھے سمندر۔

لپیٹ دیے گئے آسمان۔

سب کچھ ختم، پہاڑ اُڑ گئے، پانی میں آگ لگ گئی، منظر بدل گیا اور اب گھپ اندھیرا ہے، اس اندھیرے میں لوگ دیکھتے ہیں۔ وہ کیسے دیکھتے ہیں؟ کیسے کوئی چیز نظر آتی ہے؟ ربّ العالمین کے سامنے قیام کا دن ہے اور روشنی کی ضرورت ہے۔ آج روشنی کہاں سے آئے گی؟ ربّ العزت فرماتے ہیں:

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ [69]

”زمین اپنے ربّ کے نور سے چمک اُٹھے گی، کتابِ اعمال لا کر رکھ دی جائے گی، انبیاء علیہم السلام اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے، لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا، اُن پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔“

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

”زمین اپنے ربّ کے نور سے چمک اٹھے گی۔“

اس دن بھی زمین پر روشنی ہو گی لیکن وہ روشنی سورج کی نہیں ہو گی۔ حالات بدل گئے، پردۂ غیب پھٹ گیا، آج روشنی کس کی ہے؟ تیرے ربّ کے نور کی۔ آج تو ربّ کا نور ہے جو جہانوں کو روشن کر رہا ہے لیکن اس روشنی میں کیا منظر دکھائی دیتا ہے؟

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ

”کتابِ اعمال لا کر رکھ دی گئی۔“

کتابِ اعمال کا رکھ دیا جانا کیا ثابت کرتا ہے؟ کہ جس کے قبضے میں زمینیں ہیں، آسمان ہیں، اب اس کے ہاں پکڑے گئے، اب مارے گئے، جس دن کا یقین نہیں آتا تھا وہ دن آ گیا، کتابِ اعمال لا کر رکھ دی جائے گی۔

وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ

''انبیاء علیہ السلام اور تمام گواہ حاضر کر دیئے جائیں گے۔''

یہ حاضری کا دن ہے لیکن یہ کیسی حاضری ہے؟ سارے نبی علیہ السلام، سارے گواہ بلا لیے گئے، اس لیے کہ عدالت سج گئی، آج فیصلہ ہونا ہے، آج یہ بتایا جانا ہے کہ زندگی میں کس کو بڑا بنا کر رکھا تھا؟ اپنی زندگی میں کس کی مان کر آ گئے؟ ایسا لگتا ہے دور سے نبی علیہ السلام آتے دکھائی دے رہے ہیں، گواہ آتے دکھائی دے رہے ہیں اور انسان حیران و پریشان فقط سب کو آتا دیکھ رہا ہے۔ کس چیز کو دیکھ رہا ہے؟ کتابِ اعمال کو، اعمال نامے کو، عدالت سجی ہے، سارے انسان حاضر ہیں اور اس عدالت میں گواہیوں کے لیے گواہ بلا لیے گئے، انبیاء علیہ السلام بلا لیے گئے۔

وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ

''لوگوں کے درمیان ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔''

بات بڑے نرم انداز میں کی جا رہی ہے کہ فیصلہ ہو جائے گا لیکن سوچ کے تو دیکھیں کہ یہ فیصلہ کس نوعیت کا ہوگا؟ کس کس کے حق میں؟ کس کس کے خلاف؟ حاضر تو سبھی ہیں، اگلے بھی، پچھلے بھی، آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے انسان پیدا ہوئے سبھی۔

اس بھیڑ میں میں بھی کہیں ہوں۔

میرے اردگرد نہ میرے ماں باپ ہیں۔

نہ رشتہ دار، نہ بچے، سبھی لوگ اجنبی ہیں۔

نہ کوئی مجھے پہچانتا ہے۔

نہ کوئی میری بات سن سکتا ہے۔

ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوئی ہے۔

ہر ایک اپنے فیصلے کا منتظر ہے۔

ہر ایک دکھ میں ہے۔

تکلیف میں ہے۔

ہر ایک دہشت زدہ ہے۔

آنکھیں چڑھی ہوئی ہیں۔

منہ اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

''لوگوں کے درمیان ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔''

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ [69]

''اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

یعنی یہ بات ذہن میں رکھنا کہ

اللہ تعالیٰ عادل ہے۔

اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ [70]

"ہر متنفس کو جو کچھ بھی اس نے عمل کیا تھا اس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔
لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔

ہر نفس اپنے کیے کو پالے گا۔ دنیا میں کیا کرتے رہے؟ ماننی تو اللہ تعالیٰ کی تھی لیکن مانتے کس کی رہے؟

اپنے بڑوں کی، اپنے جیسوں کی۔
کس کس کی مان کے آ گئے؟

کس طرح سے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا ہے؟ کہ آپ کہہ دو: اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میں تمہاری کیسے مان لوں؟ کیسے میں کسی اور کی غلامی کر لوں؟ لیکن اے نادانو! ہوا کیا؟ اوروں کی ہی مانتے رہے۔ دنیا کی زندگی میں دیکھیں انسان کیسے سیدھے راستے سے بھٹکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں گم ہونے کے بجائے، اس کی بڑائی میں ڈوبنے کی بجائے دوسروں کو بڑا بناتا ہے، دوسروں کی عظمت میں گم ہو جاتا ہے، دوسروں کے ساتھ جو مفادات وابستہ ہیں، تعلقات ہیں۔

پھر بے تعلقی کس کے ساتھ ہے؟
اپنے مالک کے ساتھ؟
اپنے ربّ کے ساتھ؟

دُنیا میں جس کو بھی انسان بڑا بناتا ہے اسی کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے، چاہے وہ کوئی بت ہو، اپنے جیسے انسان ہوں، کوئی ولی ہو، کوئی قبر والا ہو یا دوسری بڑی ہستیاں ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، یہ دیکھو لو کہ

زمین اس کی مٹھی میں ہوگی۔

آسمان لپیٹ لیے جائیں گے۔

صُور پھونک دیا جائے گا۔

سب گر کر مر جائیں گے۔

پھر دوبارہ صُور پھونکا جائے گا۔

پھر سب اُٹھا کھڑے کیے جائیں گے۔

اور زمین تیرے ربّ کے نور سے چمک اٹھے گی۔

کتابِ اعمال لا کر کھ دی جائے گی۔

نبیوں علیہ السلام اور گواہوں کو بلا لیا جائے گا۔

حق کے ساتھ فیصلہ چکا دیا جائے گا۔

ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔

یہاں پر دیکھئے کہ انسان کا کیا رول ہے؟ ہے کوئی اختیار زبان کھولنے کا؟ اپنی صفائی پیش کرنے [Justification] کا، کوئی عذر بتانے کا۔ اب تو سارا سسٹم ہی بدل گیا، جو سوچا تھا اِس کے الٹ ہی سامنے آ گیا۔

اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ آج کی دنیا میں یہ دیکھ لو، سوچ لو کہ کس کا ساتھ دینا ہے؟ کس کی ماننی ہے؟ اور کس کا انکار کرنا ہے؟ کون سی بات تمہاری ماننے والی ہے؟ کس بات کو نہیں ماننا؟ اس لیے کہ اگر آج نہ سوچا تو پھر پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی کے ساتھ کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

یہ ایک بڑا زبردست منظر ہے، یہ ایسا منظر ہے جو حرکت والا ہے، جس میں سین بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں، یہ ایسا منظر ہے جو انسان کو اندر سے دہلا کر رکھ دیتا ہے، یقین

انسان کے اندر اترتا ہے۔

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے سب کچھ انسان کے سامنے ہو، وہ ماحول کا حصہ ہو۔ جن الفاظ میں اس دن کا تذکرہ کیا گیا ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ کسی اور علاقے، کسی اور جہان کا منظر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس منظر میں لے جا کر کھڑا کر دیا، دیکھو یہاں اختیار کس کا ہے؟ دیکھو کون بڑا ہے؟ آپ خود فیصلہ کرو کس کی ماننی ہے؟ آپ دیکھیں کہ اس موڑ پر ہر ایک کی آواز دب جائے گی، سارے لوگ سہم جائیں گے، دہشت زدہ، اس وقت یہ سوال ہوگا کہ یہ بتاؤ کہ بادشاہت کس کی ہے؟ اور سارا عالم بول اٹھے گا: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ "ایک اللہ تعالیٰ کی جو زبردست ہے۔"

ایک اللہ جس کی چلنے والی ہے، جس کی مانی جانے والی ہے تو آج بادشاہت کس کی ہے؟ آج فیصلہ کس کا ہوگا؟ آج حکم کس کا ہے؟ آپ بتائیے! ایک بار پھر رکوع کے آغاز میں چلے جائیے:

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ [64]

"(اے نبی ﷺ!) ان سے کہہ دو: پھر کیا اے جاہلو تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو؟"

یہ بات تمہیں ان سے صاف کہہ دینی چاہیے کیونکہ تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

"اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا۔"

وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِينَ [65]

''اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

اب دیکھ لیں، اللہ تعالیٰ نے تو نقصان سامنے لا کر رکھ دیا اور واضح کر دیا کہ جو کچھ تم دُنیا میں کرو گے وہی کچھ تمہیں وہاں ملے گا۔ اب ہر کسی نے اپنے اپنے اعمال کا جائزہ خود لینا ہے کہ ہم اپنے لیے کیا کچھ اکٹھا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صرف اپنی بندگی کرنے والا اور اپنے سامنے جھکنے والا بنائے۔ (آمین)

[سی ڈی سے تدوین، تعلیم القرآن 2006]

اگر آپ تین کام اپنے بھائی کے لئے نہیں کر سکتے
تو کم از کم تین کاموں سے رک جایئے
اپنے بھائی کو
— اگر آپ نفع نہیں پہنچا سکتے تو نقصان نہ پہنچائیں۔
— اگر آپ خوش نہیں کر سکتے تو غم نہ پہنچائیں۔
— اگر آپ تعریف نہیں کر سکتے تو بے عزتی نہ کریں۔

You didn't benefit him, so do not harm him. You didn't make him happy so don't cause him. To give And you didn't praise him, So do not insult him.